© rasailojaraid.com

کبھی بہشت میں نہیں جاسکتا، تو اس حصے میں بھی کوئی مشکل باقی نہیں رہتی۔ کیونکہ قرآن مجید میں با
بار متکبرین کو جہنمی کہا گیا ہے۔ اور احادیث سے بھی یہی بات ثابت ہے، یہ اور بات ہے کہ آ
انسانی کمزوریوں کے زیر اثر گاہے ماہے کبر کا مرتکب ہو جائے، ایسا آدمی یقیناً بعد میں اپنے کیے
پشیمان بھی ہو جاتا ہے۔ لیکن جو شخص ایسا متکبر ہو، کہ تکبر اس کی فطرت ثانی بن چکا ہو، وہ ہرگز ایما
دار نہیں ہو سکتا اور کسی صورت میں بھی بہشت کا حق دار نہیں بن سکتا۔

تکبر سے مراد یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو اور اپنی صفات کو دوسروں کے مقابلہ میں
تر سمجھے، دوسروں کو بنظر حقارت دیکھے۔ اپنے سے بظاہر کم درجے کے لوگوں کی بات کو ہنسی مزا
میں اڑا دے، کلمۂ حق کی تضحیک کرے اور اپنی صفات و کمالات پر اتراتا رہے۔

نسب پر تکبر

ہر بات کی بنا پر تکبر ہو سکتا ہے۔ مثلاً جسمانی طاقت پر، قد و قامت پر، خوش وضعی
خوش اندامی پر، دولت پر، علم پر، اثر و رسوخ پر، کسی نوع کی سروری پر، قوم پر، خاندان پر، آبا و اجداد
وغیرہ وغیرہ، لیکن سب سے زیادہ خطرناک اور سب سے زیادہ عام تکبر قوم، خاندان اور آبا و ا
کی بنا پر ہوتا ہے، اقوام کی تقسیم کے لیے ہندو دنیا بھر میں بدنام ہیں۔ اسلام قومی تقسیم کو حد درجہ مذ
سمجھتا ہے۔ لیکن نہایت افسوس اور شرم کے ساتھ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ جہاں ہندو اس تقسیم
کے ضرر رساں اثرات سے بہت حد تک مصئون ہو چکے ہیں اور روزانہ ہوتے چلے جا رہے
ہیں۔ وہاں مسلمان اس لعنت میں بیش از بیش مبتلا ہوتے جا رہے ہیں، یہ قصہ سچا ہے یا جھوٹا۔
لیکن مسلمانوں کی موجودہ ذہنیت کا صحیح آئینہ بردار ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک پٹھان اپنے گاؤں
کے مولوی صاحب کے پاس گیا اور پوچھا کہ "ہمارے حضرت صاحب (یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ
وسلم) پٹھان تھے یا ہندکی؟" (پٹھان تمام غیر پٹھان اقوام کو ہندکی کہتے ہیں) مولوی صاحب نے کہا
کہ "خان صاحب آپ یہ کیوں پوچھتے ہیں؟" پٹھان نے جواب دیا کہ "اگر آں جناب ہندکی ہوں تو
(نعوذ باللہ) ہم ان کا کلمہ پڑھنا چھوڑ دیں"۔

یاد نہیں کس صاحب نے کہا تھا لیکن کہا ضرور تھا کہ "ہم اولیا کے تذکروں میں بافند

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نداؤں، گل کاروں، خشت سازوں اور دیگر پیشہ وروں کے نام کثرت سے دیکھتے ہیں۔ لیکن اہلِ بیت کے نام شاذ و نادر ہی ملتے ہیں" گویا ان صاحب کے نزدیک خدا رسیدہ ہونا صرف اہلِ بیت کا حق ہے، پیشہ وروں کا حق نہیں، یہ زمانۂ جاہلیت کی وہی ذہنیت ہے جسے دور کرنے کے لیے اسلام نے اپنا پورا زور لگا دیا تھا۔

بندۂ عشق شدی ترکِ نسب کن جامی
کاندریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

اسلام کی پیروی کا دعویٰ کر کے فلاں ابن فلاں کی بنا پر تکبر کرنا اسلام کا انکار کرنا ہے اور یہی تکبر بعض لوگوں کے لیے کفر و جحود کا باعث بن جاتا ہے۔

انسانی زندگی کی صبحِ اول ابھی دوپہر کے حدود میں بھی داخل نہ ہوئی تھی۔ کہ تکبر بر بنائے خاندان کی وجہ سے، انسان کے سامنے، ایک نامراد کے گلے میں ابدی لعنت کا طوق ڈالا گیا، یہ انسان کے لیے ایک عظیم الشان اور ناقابلِ فراموش درسِ عبرت تھا۔ لیکن۔ ع وائے نہ یک بار کہ صد بار وائے، بر حالِ انسان کہ اس نے بجائے عبرت حاصل کرنے کے اسی خطرناک تکبر کو اپنا خاصہ بنا لیا۔

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ	اور پیدا کیا ہم نے تم کو اور صورتیں بنائیں تمہاری
قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ	پھر کہا ہم نے فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدم کو۔ پس سجدہ
فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ لَمْ يَكُنْ مِّنَ	کیا انہوں نے لیکن ابلیس نے نہ کیا، وہ سجدہ
السّٰجِدِيْنَ ۝ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا	کرنے والوں سے نہ ہوا۔ اللہ نے اُسے کہا کہ
تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ۔	تجھے کس چیز نے سجدہ کرنے سے منع کیا حالانکہ
قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ	میں نے تجھے حکم دیا تھا، ابلیس نے جواب دیا
خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ	کہ میں بہتر ہوں آدم سے۔ کیونکہ تو نے مجھے آگ
مِنْ طِيْنٍ ۝ (۷-۱۱ و ۱۲)	سے پیدا کیا اور اُسے مٹی سے پیدا کیا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ایک اور مقام پر ہے۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا	اور جب کہا ہم نے فرشتوں سے کہ آدم کو سجدہ
لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ۔	کرو تو سجدہ کیا انہوں نے لیکن شیطان نے نہ کیا
اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ	نہ مانا اور تکبر کیا اور تھا کافروں سے۔
الْكٰفِرِيْنَ ۝ (۲-۳۴)	

نسلی امتیاز پر تکبر کرنے کی وجہ سے کفر وجحود میں مبتلا ہونے کا یہ پہلا واقعہ ہے۔ شیطان کی تقلید میں انسان نے بھی "انا خیر منہ" کہنا شروع کر دیا۔ اور قومی یا خاندانی امتیاز کی بنا پر دوسروں کو حقیر اور ذلیل سمجھنے لگا۔ آج جو شخص یہ کہتا ہے کہ میں فلاں قوم کا چشم وچراغ ہوں اور یہ فلاں قوم کا فرد ہے۔ اس لیے مجھے اس پر فوقیت حاصل ہے۔ وہ فی الواقع شیطان کے اس قول کو دہرا رہا ہے کہ "خلقتنی من نار وخلقتہ من طین" ہم سب کے لیے یہ غور کا مقام ہے کہ ہم اس معاملے میں شیطان کے نقش قدم پر تو نہیں چل رہے۔

انسان کا خاندان کی بنا پر تکبر کرنا شیطان کے تکبر کے مقابلے میں بہت زیادہ مذموم ہے۔ کیونکہ شیطان تو پھر آگ سے پیدا ہوا تھا اور آدم اُس کے مقابلے میں مٹی سے پیدا ہوا تھا۔ لیکن آدمی کا آدمی کے مقابلے میں تکبر کرنا مطلق بے معنی ہے کیونکہ تمام آدمی آدم کی اولاد سے ہیں اور مٹی سے پیدا ہوئے ہیں۔

تاریخ شاہد ہے کہ ہر پیغمبر کے زمانہ میں سب سے اوّل ایمان لانے والے وہی لوگ ہوئے ہیں جو ضعیف، مسکین اور دنیاوی جاہ وجلال کے لحاظ سے کم حیثیت ہوتے تھے۔ اور یہ بھی امر واقع ہے کہ ان ایمانداروں کو دیکھ کر اُمرا رؤسا اور دوسرے صاحب وجاہت لوگ محض اس تکبر کی وجہ سے کفر وجحود میں مبتلا ہو جاتے تھے کہ ہم ایسے بے مایہ لوگوں کی جماعت میں کیوں شریک ہوں۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ	اور جب پڑھی جاتی ہیں اُن پر ہماری روشن آیتیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ	تو کافر مومنوں کو کہتے ہیں۔ کہ ان دو فریقوں میں
اٰمَنُوْٓا اَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ	سے کون ہے بہتر مقام کے لحاظ سے اور
مَّقَامًا وَّ اَحْسَنُ نَدِيًّا ﴿۷۳﴾	کون ہے بہتر مجلس میں۔

دو فریق یعنی مومن اور کافر۔ غریب مسلمانوں کو دیکھ کر امیر کافر اللہ تعالیٰ کی آیاتِ بیّنات سے محض اِس لیے انکار کر دیتے تھے کہ ہم اِن مسلمانوں کے مقابلے میں جاہ و ثروت کے لحاظ سے بلند تر مقام پر ہیں اور مجالس میں ہم اِن لوگوں سے زیادہ معزز اور مکرم سمجھے جاتے ہیں۔ ہم اِن کی جماعت میں کیوں شریک ہوں۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ	اور جب کہا جاتا ہے انہیں کہ ایمان لاؤ جیسا
اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ	کہ اور لوگ ایمان لائے ہیں۔ تو جواب دیتے
كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ	ہیں کہ کیا ہم ایمان لائیں جیسا کہ بے وقوف
اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ	لوگ ایمان لائے۔ خبردار رہو کہ یہ خود بیوقوف
لَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳-۲﴾	ہیں۔ لیکن نہیں جانتے۔

عقل پر تکبّر یہ اپنے علم اور عقل پر تکبّر ہے۔ اور اسی تکبّر کی بنا پر یہ لوگ ایمان لانے سے منکر ہو جاتے ہیں۔ جب انہیں کہا جاتا ہے کہ دیکھو اور لوگ ایمان لے آئے۔ تم کیوں ایمان نہیں لاتے۔ تو ان کا جواب یہ ہوتا ہے کہ یہ ایمان لانے والے لوگ ہمارے مقابلے میں کم علم اور کم عقل ہیں ہم اِن بے وقوفوں کی جماعت میں کیوں شریک ہوں حقیقت یہ ہے کہ یہ تکبّر کرنے والے خود بے وقوف ہیں لیکن وہ اس حقیقت کو سمجھتے نہیں۔

اپنی عقل پر تکبّر کرنے والے لوگ نہ صرف دولتِ ایمان سے محروم رہ جاتے ہیں، بلکہ اور کئی فوائد سے بھی بہرہ ور نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ یہ لوگ کوئی بات سُنیں گے تو اس پر محض اس لیے غور نہ کریں گے کہ ہم کہنے والے سے زیادہ عقل مند ہیں۔ اس کی بات ہماری توجّہ کی مستحق نہیں، کوئی چیز پڑھیں گے تو اس پر تدبّر نہ کریں گے۔ بدیں خیال کہ ہم خود سب کچھ جانتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ - وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ - وَإِذَا انْقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمُ انْقَلَبُوا فَكِهِينَ - وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوا إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَضَالُّونَ - (۸۳-۲۹-۳۲)

تحقیق وہ لوگ جو گنہ گار ہیں۔ اُن لوگوں پر جو ایمان لائے ہنستے تھے، اور جب گذرتے تھے اُن کے پاس سے تو آنکھیں مارتے تھے۔ اور جب اپنے لوگوں کی طرف پھر کر جاتے تھے تو باتیں بناتے ہوئے جاتے تھے۔ اور جب دیکھتے تھے اُن کو تو کہتے تھے کہ یہ لوگ گمراہ ہیں۔

یہ نامراد لوگوں کی عادت ہے، لوگوں پر ہنسنا، انہیں دیکھ کر آنکھیں مارنا، اور جاتے ہوئے طرح طرح کی باتیں بنانا۔ یہ استہزا ان لوگوں کے لیے کفر وجحود کا باعث بن جاتا ہے۔

یہ روزانہ تجربے کی بات ہے کہ لوگ کوئی تقریر سُن کر آئیں گے، یا کہیں وعظ کی مجلس سے واپس آئیں گے، تو رستے میں رنگا رنگ بیہودہ تنقیدیں کرتے تمسخر کرتے اور آنکھیں مارتے جائیں گے کبھی بھول کر بھی جو کچھ سُنا ہے اُس پر غور نہ کریں گے۔

دوزخ میں متکبرین کی اکثریت

قرآنِ مجید کے اکثر مقامات سے معلوم ہوتا ہے، کہ اہلِ دوزخ کی اکثریت اِن ہی استکبار و استہزا کرنے والوں کی ہوگی، تقلید و اعراض کی وجہ سے گمراہ ہو جانے والوں کے لیے تو پھر بخشے جانے کی گنجایش ہو سکتی ہے، استکبار و استہزا کرنے والے عفو و مغفرت کے قطعاً حق دار نہیں ہو سکتے، یہ لوگ بدترین قسم کے مجرم ہوتے ہیں۔

اس حدیث سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے۔

عن حارثة بن وهب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ألا أخبركم بأهل الجنة كل ضعيف متضعف لو أقسم على الله لأبره۔ ألا أخبركم

حارثہ بن وہب سے روایت ہے کہ کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کیا میں تمہیں اہلِ جنت کی خبر نہ دوں۔ تمام ضعیف لوگ جنہیں لوگ حقیر سمجھتے ہیں اگر وہ قسم کریں اللہ پر تو ضرور سچا کرے اللہ اس کو۔ کیا میں تمہیں اہلِ دوزخ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بِاَهْلِ النَّارِ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ۔ (متفق علیہ) کی خبر نہ دوں۔ تمام درشت طبع، بخیل اور تکبر کرنے والے۔

(مشکوٰۃ۔ باب الغضب الکبر فصل اول)

یعنی اہلِ جنت کی اکثریت ان لوگوں کی ہوگی جو کم حیثیت اور ضعیف ہیں اور جنہیں لوگ حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں لیکن خدا کے نزدیک ان کی اتنی قدر ہے کہ اگر وہ کسی بات پر اصرار کریں تو خدا اُسے ضرور پورا کرے، اور اہلِ دوزخ کی اکثریت اُن لوگوں کی ہوگی جو درشت طبع بخیل اور متکبر ہوں گے۔

یہی بات مندرجہ ذیل آیاتِ قرآنی سے بھی ثابت ہوتی ہے۔

قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّيْنَ۔ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظٰلِمُوْنَ۔ قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ۔ إِنَّهُ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ۔ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰى أَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ (۲۳: ۱۰۶-۱۱۰)

(دوزخی) کہیں گے کہ اے ہمارے رب! غالب آئی ہم پر ہماری بدبختی اور ہم گمراہ قوم تھے اے ہمارے رب نکال ہم کو اس سے (یعنی دوزخ سے) اگر ہم پھر ایسا کریں گے تو ظالم ہوں گے۔ خدا کہے گا دور ہو دوزخ میں اور مجھ سے بات نہ کرو۔ میرے بندوں میں ایک گروہ تھا جو کہتے تھے کہ اے ہمارے رب ہم ایمان لائے ہم کو بخش اور ہم پر رحم کر۔ تو بڑا رحم کرنے والا ہے تم نے ان لوگوں سے تمسخر کیا حتیٰ کہ بھلا دی اُنہوں نے تمہیں میری یاد۔ اور تم اُن لوگوں پر ہنستے تھے۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ دوزخی اکثر وہی لوگ ہوں گے جو ایمان داروں پر ہنستے اور ان کے ساتھ تمسخر کیا کرتے تھے، یہی استہزا ان لوگوں کے کفر و جحود کا باعث بنا تھا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بَلٰی قَدْ جَآءَتْكَ اٰیٰتِیْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ. وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ تَرَى الَّذِیْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ اَلَیْسَ فِیْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِیْنَ ۔ (۳۹-۵۹و۶۰)

یوں نہیں۔ بلکہ آئیں تیرے پاس میری نشانیاں، پس جھٹلایا تونے ان کو اور تکبّر کیا، اور تھا تو کافروں سے۔ اور قیامت کے دن تو دیکھے گا اُن لوگوں کو جو اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں کہ اُن کے مُنھ کالے ہونگے، کیا نہیں ہے دوزخ میں متکبّرین کے لیے رہنے کی جگہ۔

عذاب دیکھ کر کافر طرح طرح کے عذر کریں گے، انہیں جواب میں کہا جائے گا کہ تم نے خدا کی نشانیوں کو جھٹلایا اور تکبّر کیا، آج تمہارا کوئی عذر مقبول نہیں۔ پھر فرمایا کہ اِن متکبّرین کے مُنہ کالے ہونگے اور دوزخ اُن کے رہنے کی جگہ ہوگی۔

قرآن مجید میں اکثر مقامات پر دوزخیوں کو اُن کا استکبار اور استہزا یاد دلایا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہلِ جہنم کی اکثریت ان ہی مستکبرین کی ہوگی۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ - (۴۰-۶۰)

اور کہا تمہارے رب نے کہ دعا کرو مجھ سے میں تمہارے لیے قبول کروں گا، جو لوگ میری عبادت سے تکبّر کرتے ہیں وہ جلدی داخل ہوں گے دوزخ میں ذلیل ہوکر۔

معلوم ہوا کہ بعض بدبختوں کو خدا کی عبادت کرنے اور دعا کرنے سے اُن کا تکبّر مانع ہوتا ہے، یہ نامراد خدا کے آگے سر جھکانے کو بھی باعثِ عار سمجھتے ہیں، نعوذ باللہ من شرور انفسنا، یہ شقاوت زدہ لوگ شیطان سے بھی زیادہ خبیث ہیں۔

اَلَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ

وہ لوگ جو جھٹلاتے ہیں کتاب کو اور اس چیز کو جس کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وَبِمَا أَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا فَسَوْفَ
يَعْلَمُونَ إِذِ الْأَغْلَالُ فِي
أَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلَاسِلُ
يُسْحَبُونَ فِي الْحَمِيمِ ثُمَّ فِي
النَّارِ يُسْجَرُونَ ثُمَّ قِيلَ
لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُونَ
مِنْ دُونِ اللّٰهِ قَالُوا ضَلُّوا
عَنَّا بَلْ لَمْ نَكُنْ نَدْعُو
مِنْ قَبْلُ شَيْئًا كَذٰلِكَ
يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِينَ ذٰلِكُمْ
بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُونَ فِي
الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ
تَمْرَحُونَ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ
خٰلِدِينَ فِيهَا فَبِئْسَ مَثْوَى
الْمُتَكَبِّرِينَ ۔ (۴۰: ۷۰ تا ۷۶)

ساتھ ہم نے اپنے پیغمبروں کو بھیجا۔ پس البتہ
انہیں معلوم ہو جائے گا، جب ان کی گردنوں
میں طوق ہونگے، اور زنجیریں، گھسیٹے جائیں گے
گرم پانی میں، پھر آگ میں جھونکے جائیں گے۔
پھر کہا جائے گا انہیں، کہاں ہیں وہ (معبود)
جنہیں تم شریک کرتے تھے سوائے اللہ کے
وہ کہیں گے کہ وہ ہم سے کھوئے گئے۔ بلکہ ہم
تو اس سے پہلے (سوائے خدا کے) اور کسی
کو پکارتے ہی نہ تھے، اس طرح گمراہ کرتا ہے اللہ
کافروں کو، یہ اس لیے ہے کہ تم زمین میں ناحق
خوش ہوتے تھے، اور اس لیے کہ تم اتراتے
تھے، داخل ہو دوزخ کے دروازوں میں ہمیشہ
وہیں رہنے کے لیے، پس بری ہے جگہ تکبر
کرنے والوں کی۔

مشرکین شرک میں اس لیے مبتلا ہو جاتے ہیں کہ وہ اپنے تکبر کی وجہ سے پیغمبروں کی تعلیم کو اور خدا کی کتابوں کو جھٹلاتے ہیں۔ پیغمبروں کے مقابلے میں اپنی دولت اور جاہ و ثروت پر اتراتے ہیں اور یہ گوارا نہیں کرتے کہ اُن کی موجودگی میں اور کوئی منصبِ رسالت سے سرفراز کیا جائے۔

ان آیات سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ دوزخ کو پُر کرنے والے متکبر لوگ ہوں گے کیونکہ اُن کے تکبر نے انہیں کفر و شرک میں مبتلا کر دیا تھا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ۔ طَعَامُ الْاَثِیْمِ	درخت زقوم کا، کھانا ہے گنہگار کا۔ گلے ہوئے
کَالْمُهْلِ یَغْلِیْ فِی الْبُطُوْنِ۔ کَغَلْیِ	تانبے کی طرح پیٹوں میں جوش کرتا ہے، جیسے جوش
الْحَمِیْمِ۔ خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰی	کرتا ہے گرم پانی، پکڑو اس کو پھر گھسیٹو اس کو
سَوَآءِ الْجَحِیْمِ۔ ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ	دوزخ کے بیچوں بیچ، پھر ڈالو اس کے سر پر گرم
رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِیْمِ۔	پانی سے عذاب۔ چکھ۔ تو بڑا عزت والا اور
ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ	بزرگی والا تھا۔
الْكَرِیْمُ۔ (۴۷۔۴۴۔۴۳ تا ۴۹)	

اِن آیات میں جس ہولناک عذاب کا ذکر ہے۔ اس کے مستحق وہی لوگ ہو سکتے ہیں۔ جو دنیا میں اپنے آپ کو بہت معزز اور بہت بلند مرتبت سمجھتے ہیں، اور جن کا تکبّر اُن سے گناہ کراتا ہو اور ایمان لانے سے روکتا ہے، عذاب پر عذاب یہ کہ عین بوقتِ عذاب اِن لوگوں کو کہا جائے گا کہ تم تو بڑے معزز اور مکرم تھے، اب یہ لطف بھی اٹھاؤ۔

ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰیٰتِ اللّٰهِ	یہ اس لیے ہے کہ تم نے آیات اللہ سے ٹھٹھا
هُزُوًا وَّ غَرَّتْكُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا	کیا۔ اور دنیا کی زندگانی نے تمہیں فریب دیا۔ آج
فَالْیَوْمَ لَا یُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ	وہ نہ نکالے جائیں گے دوزخ سے اور نہ اُن کا
یُسْتَعْتَبُوْنَ۔ (۴۵۔۳۵)	کوئی عذر قبول کیا جائے گا۔

یہ خطاب ہے دوزخیوں سے، کہ تم کو دنیاوی وجاہت نے فریب دیا، اور اس غرور میں تم آیاتِ الٰہی سے تمسخر کرتے رہے۔ آج تمہارا ٹھکانا دوزخ ہے اور تمہاری کوئی معذرت مقبول نہ ہوگی، قرآنِ مجید میں جابجا دوزخیوں کو یاد دلایا گیا ہے کہ تم دنیاوی دولت و ثروت کی بنا پر تکبر کرتے تھے۔

اور آیات اللہ سے استہزا۔

وَیَوْمَ یُعْرَضُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا عَلَی	اور جس دن پیش کیے جائیں گے کافر آگ پر تو اُن
النَّارِ۔ اَذْهَبْتُمْ طَیِّبٰتِكُمْ فِیْ	سے کہا جائے گا کہ تم اپنی نیکیاں دنیا کی زندگی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حَیَاتِکُمُ الدُّنْیَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِھَا فَالْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْھُوْنِ بِمَا کُنْتُمْ تَسْتَکْبِرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَبِمَا کُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ (۴۶-۲۰)

میں ہی لے گئے اور تم نے ان سے فائدہ اٹھالیا آج بدلہ دیے جاؤ گے تم رسوائی کے عذاب سے کیونکہ تم تکبر کرتے تھے۔ زمین میں بغیر حق کے اور اس لیے کہ تم فسق کرتے تھے۔

"اذہبتم طیباتکم" کی دو توجیہیں ممکن ہیں۔ ایک یہ کہ تم نے دنیا میں کوئی نیک کام کیے بھی تھے۔ تو ان کا بدلہ تمہیں دنیا ہی میں دے دیا گیا تھا۔ آج تمہارے لیے صرف عذاب ہی۔ دوسری توجیہ یہ کہ تمہارے پاس دنیا میں مال و دولت اور جاہ و عزت وغیرہ کچھ اچھی چیزیں تھیں۔ تو تم اُن سے دنیا میں ہی فائدہ اٹھا چکے۔ یہاں وہ چیزیں تمہیں کچھ فائدہ نہیں دے سکتیں۔

یہاں بھی قرآن مجید نے استکبار کو بغیر حق کہا ہے، بات بھی یہی ہے کہ انسان اپنی حقیقت اور حیثیت کو سمجھے تو اسے معلوم ہو جائے کہ تکبر کرنے کا اُسے کوئی حق حاصل نہیں،

عیب است بزرگ برکشیدن خود را وز جملۂ خلق برگزیدن خود را

از مردمکِ دیدہ بباید آموخت دیدن ہمہ کس را و ندیدن خود را

(عبداللہ انصاری)

باوجود یقین کے انکار

قرآن مجید سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ بعض بدنصیب لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اُن کے دلوں پر پیغمبروں کی تعلیم کی اور آیات اللہ کی حقیقت و صداقت روشن ہو جاتی ہے اور ایک حد تک وہ اس کی طرف مایل بھی ہو جاتے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے اُن کا تکبر انہیں ایمان لانے سے روک دیتا ہے اور اس لیے وہ مدت العمر کفر میں مبتلا رہتے ہیں۔

وَاِذَا رَاٰکَ الَّذِیْنَ (sic) اِنْ یَّتَّخِذُوْنَکَ اِلَّا ھُزُوًا اَھٰذَا الَّذِیْ بَعَثَ اللّٰہُ رَسُوْلًا۔ اِنْ کَادَ لَیُضِلُّنَا

اور جب تجھے دیکھتے ہیں تو تجھ پر تمسخر کرتے ہیں اور بس۔ (اور کہتے ہیں کہ) "کیا یہی ہے جس کو خدا نے پیغمبر بنا کر بھیجا۔ نزدیک تھا کہ یہ ہم کو ہمارے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْلَآ اَنْ صَبَرْنَا	معبودوں سے ہٹا دیتا اگر ہم اُن پر اڑے نہ رہتے
عَلَيْهَا وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ	البتہ جب یہ لوگ عذاب دیکھیں گے تو انہیں
يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ	معلوم ہو جائے گا کہ کون رستے سے گمراہ
سَبِيْلًا - (۲۵-۴۱ و ۴۲)	ہوا -

شروع میں خطاب ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ کفار جب آنحضرتؐ کو دیکھتے اور اُن کی باتیں سُنتے تو اُن پر تمسخر کرتے اور کہتے کہ دیکھو ہم پر خدا نے کس کو پیغمبر بنا کر بھیجا۔ کوئی شہر کا رئیس اور دولت مند شخص ہوتا تو بات تھی۔ اس شخص کی کیا حیثیت ہے کہ یہ ہمارا پیغمبر بنے۔ یہ ان بدبختوں کا تکبّر تھا۔ جو اُن سے یہ باتیں کہلواتا تھا۔

دوسری آیت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کا ان لوگوں پر اثر بھی ہو جاتا تھا اور وہ دل میں توحید کے قایل بھی ہو جاتے تھے۔ لیکن اُن کا تکبّر انہیں ایمان لانے سے روکتا تھا، اور اس لیے وہ اپنے جھوٹے معبودوں کی پرستش محض ضد کی وجہ سے نہیں چھوڑتے تھے۔

فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً	پس جب آئیں اُن کے پاس ہماری آنکھیں
قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ -	کھولنے والی نشانیاں تو انہوں نے کہا کہ یہ
وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا	جادو ہے ظاہر۔ اور انکار کیا ان نشانیوں کا
اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا فَانْظُرْ	ظلم اور تکبّر کی وجہ سے۔ حالانکہ اِن کے دلوں کو
كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ	اِن (نشانیوں کی صداقت کا) یقین ہو گیا تھا۔
الْمُفْسِدِيْنَ - (۲۷-۱۳ و ۱۴)	پس دیکھ کہ مفسدین کا کیا انجام ہوا۔

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چند نشانیاں (یعنی معجزات) دے کر فرعون اور اُس کی قوم کی طرف بھیجا۔ اور آنحضرتؐ نے ان لوگوں کو وہ نشانیاں دکھائیں، تو ان کے دلوں کو ان نشانیوں کی صداقت کا یقین آ گیا۔ لیکن تکبّر کی وجہ سے انہوں نے ان معجزات کو جادو کہہ کر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان کا انکار کر دیا۔

یہ شقاوت کی بدترین مثال تھی۔ آج اگر ہم بھی ٹھنڈے دل سے سوچیں تو معلوم ہو جائیگا کہ بار ہا بار ہم نے کئی ایسی نئی باتیں سنیں جن کی صداقت کا ہم کو یقین ہو گیا لیکن ہم نے محض ضد اور تکبّر کی وجہ سے انہیں رد کر دیا۔

قرآنِ مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ شروع سے لے کر آخر تک متکبّر لوگ انبیا علیہم السلام کی تعلیم و تبلیغ سے اور آسمانی کتابوں سے بدیں وجہ مستفیض نہ ہو سکے کہ وہ ہمیشہ پیغمبروں کی تحقیر کرتے رہے اور استکبار و استہزا سے پیش آتے رہے۔

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ	(نوح نے) کہا اے میرے پروردگار میں نے
لَیْلًا وَّ نَهَارًا۔ فَلَمْ یَزِدْهُمْ	بلایا اپنی قوم کو رات اور دن۔ لیکن میرے پکارنے
دُعَآءِیْٓ اِلَّا فِرَارًا۔ وَ اِنِّیْ	سے وہ اور زیادہ بھاگے اور میں نے جب کبھی
كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ	انہیں پکارا تاکہ تو انہیں بخشے، تو انہوں نے اپنی
جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِیْٓ اٰذَانِهِمْ	انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیں اور اپنے کپڑے
وَ اسْتَغْشَوْا ثِیَابَهُمْ وَ اَصَرُّوْا	اوڑھ لیے اور ضد پر قائم رہے اور تکبّر کیا بڑا تکبّر
وَ اسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا (۷۱:۵-۷)	

کپڑے اوڑھ لینے سے مراد یہ تھی کہ اس بات کا ہم پر اثر نہ ہو۔ ایک آدمی بات کرے اور دوسرا کانوں میں انگلیاں ڈال لے اور کپڑے اپنے ارد گرد لپیٹ لے، تو یہ بھی بات کرنے والے کی تحقیر اور اپنے تکبّر کا اظہار ہے اور تمسخر کرنا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کا ضد پر قائم رہنا یعنی کفر پر اصرار کرنا بتاتا ہے کہ ان لوگوں کے دلوں پر پیغمبر کی تعلیم کا اثر ہو گیا تھا۔ لیکن محض ضد اور تکبّر کی وجہ سے وہ ایمان نہ لائے

وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ	اور انہوں نے اللہ کی قسم کھائی۔ اتنی سخت قسم،
لَىِٕنْ جَآءَهُمْ نَذِیْرٌ لَّیَكُوْنُنَّ	کہ اگر آئے اُن کے پاس ڈرانے والا۔ تو وہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ	ہر امت سے زیادہ ہدایت یافتہ ہوں گے اور
فَلَمَّا جَاءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ	جب آیا اُن کے پاس ڈرانے والا، تو اُلٹی اُن کی
اِلَّا نُفُوْرًا۔ اِسْتِكْبَارًا فِي	بیزاری زیادہ ہوئی۔ زمین میں تکبر کرنے اور بُری
الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ۔ (فاطر ۵)	تجویزیں کرنے کی وجہ سے۔

دنیا ہمیشہ اس انتظار میں رہتی ہے کہ ع مردے از غیب بروں آید و کارے بکند۔ لیکن تاریخ گواہ ہے کہ جب کبھی کوئی مردِ خدا پیدا ہوا۔ تو اہلِ دنیا نے اس کی تحقیر و تذلیل ہیں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ صدہا مردانِ خدا کو لوگوں نے طرح طرح کی جسمانی اذیتیں پہونچائیں اور صدہا کو قتل کیا۔ اہلِ زمانہ کی یہ روش صرف پیغمبروں اور دوسرے مذہبی راہنماؤں تک ہی محدود نہ رہی بلکہ مختلف علوم وفنون کے ہزارہا اُستادانِ کامل بھی اسی سلوک کا شکار ہو گئے۔ ایسے تمام واقعات کی ذمہ داری عموماً معاصرانہ حسد، تکبّر اور بد اندیشی کے جذبات پر ہی رہی ہے۔

يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ	افسوس ہے بندوں پر۔ اُن کے پاس کبھی کوئی
رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ	رسول نہیں آیا کہ انہوں نے اس کے ساتھ
(۳۶ - ۳۰)	تمسخر نہ کیا ہو۔

انبیاء (علیہم السلام) پر استہزا

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام انبیا علیہم السلام کے ساتھ لوگ استکبار واستہزا سے پیش آتے رہے۔

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ	تجھ سے پہلے پیغمبروں کے ساتھ بھی ٹھٹھا کیا گیا
قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا	ان میں سے ٹھٹھا کرنے والوں کو اُس چیز نے
مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ	گھیر لیا۔ جس کے ساتھ وہ ٹھٹھا کرتے تھے۔
يَسْتَهْزِءُوْنَ (۶ - ۱۰)	

یہ خطاب ہے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ کفار ان سے بھی تمسخر کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ آں حضرتؐ کی تسلّی کے لیے کہتا ہے کہ یہ سلوک صرف آپ سے نہیں کیا جارہا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بلکہ آپ سے پہلے بھی تمام پیغمبروں کے ساتھ متکبّر لوگ یہی سلوک کرتے چلے آئے ہیں، اور مزید تسلّی کے لیے یہ بھی کہا کہ ان لوگوں کا انجام دردناک ہوا۔ اور جس چیز سے انہیں پیغمبر ڈراتے تھے اور جس چیز سے وہ تمسخر کیا کرتے تھے آخرکار وہی چیز ان کو پیش آئی۔

فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ — اور جب آئے اُن کے پاس اُن کے پیغمبر
فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ — روشن دلیلیں لے کر تو خوش ہوئے وہ اُس علم
وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ — پر جو اُن کے پاس تھا۔ اور گھیر لیا اُن کو اُس
يَسْتَهْزِءُوْنَ۔ (۴۰-۸۳) — چیز نے جس کے ساتھ وہ ٹھٹھے کرتے تھے۔

یہ مثال ہے اپنے علم اور اپنی عقل پر تکبّر کرنے اور تکبّر کی وجہ سے ہر نئی چیز پر استہزا کرنے کی۔ نوعِ انسانی آج تک اِس لعنت میں مبتلا ہے۔ ہر آدمی اپنے علم اور اپنی عقل کو کامل سمجھتا ہے اور یہ گوارا نہیں کرتا کہ کوئی اور آدمی اس سے عالم تر یا عاقل تر ثابت ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ہم کوئی ایسی نئی چیز سُن لیتے ہیں جو ہمارے علم یا ہماری عقل کے مسلّمات سے مطابقت نہیں رکھتی تو ہم بغیر تامّل و تدبّر کے اس چیز پر قہقہہ لگا کر اسے رد کر دیتے ہیں۔ سب لوگ جانتے ہیں کہ علما کا حسد اور تکبّر علم کی ترقی کے راستے میں سب سے زیادہ خطرناک رکاوٹ ثابت ہوا ہے۔

وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ — اور کتنے پیغمبر بھیجے ہم نے پہلی قوموں میں۔ اور
وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ — جب بھی کوئی پیغمبر اُن کے پاس آتا تھا۔ وہ
يَسْتَهْزِءُوْنَ۔ (۴۳-۶ و ۷) — اُس سے ٹھٹھا کرتے تھے۔

اِن آیات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ متکبّرین نے ہر نبی کا استقبال استکبار و استہزا سے کیا۔ ظالم انسان خدا کے مقابلے میں بھی تکبّر کرتا ہے۔ پیغمبر اس کے تکبر سے کس طرح بچتے۔

ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ — پھر بھیجا ہم نے موسیٰ کو اور اس کے بھائی ہارون
بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ۔ اِلٰى فِرْعَوْنَ — کو اپنی نشانیوں اور ظاہر معجزوں کے ساتھ۔
وَمَلَا۠ىِٕهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا — فرعون اور اُس کے سرداروں کی طرف۔ پس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وَكَانُوا قَوْمًا عَالِينَ	انہوں نے تکبر کیا اور وہ سرکش لوگ تھے۔ انہوں
فَقَالُوا أَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ	نے کہا کیا ہم ایمان لائیں اپنی طرح کے دو آدمیوں
مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عَابِدُونَ	پر۔ حالانکہ ان کی قوم کے لوگ ہماری بندگی کرتے
(۲۳- ۴۵ تا ۴۷)	ہیں۔

ان آیات سے چند در چند باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

(۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اُن کے بھائی فرعونیوں کے پاس گئے تو آیاتِ الٰہی اور سلطانِ مبین سے کے ساتھ گئے۔ ان نشانیوں اور معجزات کو دیکھ کر کوئی آدمی اُن کا منکر نہیں ہو سکتا تھا۔ ایک آیت سے جو پہلے اسی مضمون میں لکھی جا چکی ہے معلوم ہوتا ہے کہ فرعونی بھی اِن آیات اور معجزات کے دل سے منکر نہ تھے۔

(۲) فرعونیوں کا انکار محض تکبّر کی وجہ سے تھا انہوں نے کہا کہ موسیٰ اور ہارون ہماری طرح کے دو آدمی ہیں اور آدمی بھی اُس قوم کے جو ہماری رعایا ہیں۔ ہم کیوں ان کو خدا کا پیغمبر مان کر ان پر ایمان لے آئیں۔

تو دلِ خود را دلے پنداشتی
جستجوئے اہلِ دل بگذاشتی
رومی

انسان کی یہ بڑی خطرناک کمزوری ہے کہ وہ ہر کسی کو اپنے برابر بلکہ اپنے کم تر سمجھتا ہے اور اسی لیے وہ ہزارہا فیوض و برکات سے محروم رہتا ہے۔

(۳) تکبّر کرنا سرکش لوگوں کا کام ہے۔

(۴) وقومهما لنا عابدون۔ یہ تو ظاہر ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم یعنی بنی اسرائیل فرعونیوں کی رعایا تھے۔ لیکن یہ بھی ظاہر ہے کہ وہ فرعون یا فرعونیوں کی "عبادت" نہیں کرتے تھے یعنی اُن کے "عابد" نہ تھے۔ باوجود اس کے کہا گیا کہ قومهما لنا عابدون۔

اس سے لفظِ عبادت کے معنوں پر روشنی پڑتی ہے اور ہماری حالت پر بھی۔ کیا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

انگریز ہمارے متعلق یہ نہیں کہہ سکتے کہ "لنا عابدون" پھر ہماری "ایاک نعبد" اور "ایاک نستعین" کی حقیقت اور صداقت پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

چناں دین و دنیا بہم دیگر ند تو گوئی کہ در زیر یک چادر اند
(فردوسی)

قوت پر تکبر

فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ (۴۱-۱۵)

پس جو تھے عاد، تکبر کیا انہوں نے زمین میں بغیر حق کے۔ اور کہا کہ کون ہم سے قوت میں زیادہ ہے۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ خدا جس نے انہیں پیدا کیا ان سے قوت میں زیادہ ہے اور وہ ہماری آیات سے انکار کرتے تھے۔

کہتے ہیں کہ قوم عاد کے لوگ بڑے قدآور اور طاقت ور ہوتے تھے، انہوں نے اپنی جسمانی قوت پر تکبر کیا اور اس وجہ سے وہ آیاتِ الٰہی سے کفر و جحود کے مرتکب ہوئے۔

قرآن مجید نے جا بجا تکبر کو بغیرِ حق کہا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص کو گو وہ اپنی صفات میں کتنا ہی کامل ہو، تکبر کرنے کا حق حاصل نہیں، قرآن کریم نے جا بجا آفرینشِ آدم اور تخلیقِ بنی آدم کی تفصیلات اور مراتب کو بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے تاکہ انسان اپنی حقیقت اور حیثیت پر غور کرے اور تکبر کرنے کی جرأت نہ کرے، مگر آدمی ہے کہ کبھی اپنی ماہیت کی طرف متوجہ ہی نہیں ہوتا اور بات بات پر اتراتا رہتا ہے۔

آیاتِ الٰہی سے تکبر اور استہزاء

ہمارے اندر اور ہمارے باہر چاروں طرف ہزاروں لاکھوں آیاتِ الٰہی ہر وقت موجود رہتی ہیں، ہم میں سے اکثر تو ان آیات سے اعراض کرتے ہیں لیکن بعض شقاوت زدہ انسان بوجہ تکبر کے استہزاء کے مرتکب ہوتے ہیں اور ان آیات پر ہنستے اور ٹھٹھے کرتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ. يَسْمَعُ	افسوس ہے ہر جھوٹ باندھنے والے گنہگار پر۔
اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ	سنتا ہے اللہ کی آیات جو پڑھی جاتی ہیں اس پر۔
مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا	پھر اصرار کرتا ہے (کفر پر) تکبر کرتے ہوئے۔ گویا
فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ. وَاِذَا عَلِمَ	کچھ سنا ہی نہیں، پس اس کو دردناک عذاب کی
مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْئًا اتَّخَذَهَا هُزُوًا	خبر دے اور جب ہماری آیات سے کچھ معلوم
اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ	کرلیتا ہے تو اس پر ٹھٹھا کرتا ہے، ایسے لوگ
مُّهِيْنٌ۔ (۴۵۔ ۷ تا۔ ۹)	ہیں جن کے لیے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔

باوجود آیات اللہ کے سننے اور دیکھنے کے بعض آدمی محض تکبّر کی وجہ سے کفر پر اڑے رہتے ہیں۔ تکبر یہ کہ ان آیات کا سنانے والا ہماری ہی طرح کا آدمی ہے بلکہ ہم سے بھی کم حیثیت ہے۔ ہم اس کی بات کیوں مانیں، فی الواقعہ ایسے لوگ ہی دردناک اور رسواکن عذاب کے مستوجب ہیں تقلید اور اعراض کی وجہ سے گمراہ ہونے والے لوگوں کو اتنا سخت عذاب نہ ہوگا۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	پس جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے انہیں
فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ذٰلِكَ	ان کا پروردگار اپنی رحمت میں داخل کرے گا یہ
هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ. وَاَمَّا الَّذِيْنَ	کامیابی ہے ظاہر۔ اور وہ لوگ جو کافر ہوئے۔
كَفَرُوْا اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ	(انہیں کہا جائے گا کہ) کیا تم پر میری آیات نہیں
فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا	پڑھی جاتی تھیں۔ پھر تم نے تکبّر کیا اور تم مجرم لوگ
مُّجْرِمِيْنَ (۴۵۔ ۳۰ و ۳۱)	تھے۔

یہ قیامت کے دن کا ذکر ہے۔ دوزخ میں داخل ہونے والے کافروں سے کہا جائے گا۔ کہ باوجود میری آیات سننے کے تم لوگ اپنے تکبر کی وجہ سے مجرم بنے رہے، قرآنِ مجید کے ایسے تمام مقامات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اہلِ دوزخ کی اکثریت مستکبرین کی ہوگی۔ تکبّر فی الواقع شیطانی کام ہے اور شیطان تکبّر کرکے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رحمتِ خداوندی سے محروم ہوگیا۔ پس اگر انسان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آیات و احکامِ الٰہی کے مقابلے میں استکبار و استہزا کا مرتکب ہو تو اُسے بھی اپنا انجام معلوم ہونا چاہیے۔

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ — البتہ پھیر دوں گا میں اپنی آیات سے ان لوگوں کو
یَتَکَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ — جو تکبر کرتے ہیں زمین میں بغیر حق کے، اگر وہ سب
وَاِنْ یَّرَوْا کُلَّ اٰیَۃٍ لَّا یُؤْمِنُوْا — آیات بھی دیکھ لیں تو اس پر ایمان نہ لائیں گے
بِھَا وَاِنْ یَّرَوْا سَبِیْلَ الرُّشْدِ — اور اگر دیکھیں راہ بھلائی کی تو اس راہ کو اختیار نہ
لَا یَتَّخِذُوْہُ سَبِیْلًا وَاِنْ یَّرَوْا — کریں گے اور اگر دیکھیں راہ گمراہی کی تو اس راہ پر
سَبِیْلَ الْغَیِّ یَتَّخِذُوْہُ سَبِیْلًا — چل پڑیں گے۔ یہ اس لیے ہے کہ انہوں نے
ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ — ہماری آیات کو جھٹلایا اور وہ ان سے غافل
کَانُوْا عَنْھَا غٰفِلِیْنَ۔ (۷: ۱۴۶) — رہے

قرآنِ مجید کی اِس آیت میں نفسیاتِ انسانی کا ایک عجیب نکتہ بیان ہوا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض بد نصیب آدمی ایسے ہوتے ہیں جن پر کسی اچھی بات کا اثر نہیں ہوتا، بُری بات کو دور سے ہی دیکھ کر اسے قبول کر لیتے ہیں۔ نیکی کی طرف اُن کی طبیعت کبھی مائل نہیں ہوتی لیکن بدی کی طرف بے تحاشا چلے جاتے ہیں۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُن کی سرشت میں ہی نیکی کی طرف سے نفرت اور بدی کی طرف رغبت ودیعت کی گئی ہے اور لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ نامُراد لوگ اپنی اس روش پر مجبورِ محض ہیں اور اسی روش پر یہ پیدا کیے گئے ہیں گویا یک گونہ انہیں اپنے اعمال و افعال کا ذمہ دار ہی نہیں سمجھا جاتا۔

سنسکرت کا ایک مقولہ ہے "پنگہ سُمارگ چارسے۔ کپتھ وِہارسے تو جنگھالہ" یعنی بعض آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ اگر انہیں راہِ راست پر چلنا پڑے تو لنگڑے ہو جاتے ہیں اور غلط راستہ ہو تو اُن کی ٹانگیں لمبی ہو جاتی ہیں۔ یعنی بہت تیز چلنے لگ جاتے ہیں۔

آیتِ بالا میں انہی لوگوں کا ذکر ہے۔ کہا گیا ہے کہ اگر یہ لوگ تمام تر آیاتِ الٰہی کو بھی دیکھ لیں تو کبھی ایمان نہ لائیں گے۔ اگر انہیں سیدھے راستے پر چلنا پڑے تو چلنے سے انکار کر دیتے ہیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لیکن اگر گمراہی کا راستہ دیکھ پائیں، تو فوراً اس پر چل پڑتے ہیں۔

اگرچہ شروع آیت میں کہا گیا ہے کہ "میں اپنی نشانیوں سے ان لوگوں کو پھیر دوں گا" یعنی میں ان لوگوں میں یہ توفیق ہی نہ چھوڑوں گا کہ وہ میری نشانیوں سے فائدہ اُٹھائیں اور صحیح راستے پر چلیں۔ تاہم یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ان لوگوں کی گمراہی کا باعث خدا ہے۔ کیونکہ ان لوگوں کی گمراہی کا اصلی باعث بڑی وضاحت سے بیان کر دیا گیا ہے وہ باعث یہ ہے کہ

(۱) یہ لوگ آیاتِ الٰہی سے غفلت کرتے ہیں یعنی اعراض کرتے ہیں، اُن کو دیکھتے ہیں اور اُن پر توجہ نہیں کرتے۔ اور بعض صورتوں میں

(۲) بغیر حق کے تکبّر کرتے ہیں اور اس تکبّر کی وجہ سے آیاتِ الٰہی کی تکذیب کرتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ

(۳) اعراض اور تکبّر اُن کی فطرتِ ثانیہ بن جاتی ہے اور اس طرح آیاتِ الٰہی سے فائدہ اُٹھانے کی طاقت اور توفیق سلب ہو جاتی ہے۔ چنانچہ

(۴) یہ لوگ ہمیشہ غلط رستے پر چلتے رہتے ہیں۔ اور صراط المستقیم کو کبھی اختیار نہیں کرتے۔

اسباب و نتائج کا یہ تسلسل ایک قانونِ الٰہی ہے۔ چونکہ یہ نتائج قانونِ الٰہی کے پیدا کیے ہوئے ہیں اس لیے یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ نتائج خدا نے پیدا کیے ورنہ حقیقت وہی ہے جو اوپر بیان ہوئی۔

یہاں بھی آپ نے دیکھا کہ تکبّر کو بغیرِ حق کہا گیا ہے۔ قرآنِ مجید میں اکثر مقامات پر ایسا ہی آیا ہے۔ اس مضمون میں اس کی کئی مثالیں آپ پڑھ چکے ہیں۔ تکبّر کے ساتھ بغیر حق کے تکرار سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ، تکبّر کسی صورت میں جائز نہیں۔

34081

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا — اور جب پڑھی جاتی ہیں اس پر ہماری آیات، تو وہ تکبّر کرتے ہوئے پیٹھ پھیر لیتا ہے۔ گویا کہ اس نے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

كَاَنَّ فِىْ اُذُنَيْهِ وَقْرًا فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (۳۱ - ۷)

کچھ سنا ہی نہیں، گویا کہ اس کے کانوں میں بوجھ ہے۔ پس خوش خبری دے اس کو دردناک عذاب کی۔

مجادلہ بغیر علم | ایک اور مقام پر ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِىْ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰهُمْ اِنْ فِىْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ (۴۰ - ۵۶)

جو لوگ جھگڑا کرتے ہیں اللہ کی آیات میں بغیر کسی ایسی دلیل کے جو اُن کے پاس آئی ہو۔ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ان کے دل میں تکبر ہے اور وہ اس تک پہونچنے والے نہیں پس خدا کی پناہ لے۔ وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

یہ آیت اُن لوگوں کے متعلق ہے جو بغیر علم اور دلیل کے آیات اللہ کے متعلق بحثیں کرتے ہیں۔ اور اُن کو جھٹلاتے ہیں۔ اُن کے اس طرزِ عمل کی وجہ اُن کا یہ تکبّر ہے کہ ان آیات کا سُنانے والا ہماری طرح کا ایک آدمی ہے۔ ہم اس کی پیروی کیوں کریں۔ قرآنِ مجید کہتا ہے کہ ان کا یہ تکبّر بے وجہ ہے۔ وہ کبھی آیات کے سُنانے والے (یعنی پیغمبر) کے مرتبے تک نہیں پہونچ سکتے۔

ہم بسا اوقات کئی باتوں کو جو ہم سُنتے ہیں یا پڑھتے ہیں۔ محض اس لیے رد کر دیتے ہیں کہ کہنے والا یا لکھنے والا ہم سے بڑا آدمی نہیں۔ یہ تکبّر ہماری علمی ترقی کے راستے میں ہمیشہ سدِّ راہ بنا رہا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِى اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ

اور لوگوں میں کوئی آدمی ایسا ہوتا ہے جو اللہ کے بارے میں جھگڑا کرتا ہے بغیر علم کے بغیر ہدایت کے اور بغیر روشن کتاب کے موٹر

© rasailojaraid.com

ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ (۲۲-۹و۸) لیتا ہے اپنے شانے کو تاکہ گمراہ کرے (لوگوں کو) خدا کی راہ سے

شانہ موڑ لینا تکبر کی نشانی ہے۔ کسی آدمی کوئی بات سنتے ہیں تو منہ بنا کر شانہ موڑ لیتے ہیں اس سے بات کی اور بات کہنے والے کی تحقیر مراد ہوتی ہے۔

بعض آدمی خدا کی ذات میں بحث کرتے ہیں۔ حالانکہ نہ ان کے پاس علم ہوتا ہے۔ نہ ہدایت نہ دلیل اور نہ کوئی کتابی سند۔ یہ لوگ بحث میں فریقِ ثانی کی اور اس کی بات کی تحقیر کرتے ہیں اور بس۔ یہ تکبر نبی، ہادی اور مصلح کے مقابلے میں کیا جاتا ہے۔

توحید کا انکار بربناء استکبار

مشرکین بت پرستی محض اس لیے نہ چھوڑ سکے کہ انہوں نے پیغمبروں اور ہادیوں کی تحقیر کی یہ ان کے تکبر کا نتیجہ تھا۔

اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ۔ تحقیق ہم اسی طرح کرتے ہیں مجرموں کے ساتھ
اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ جب انہیں کہا جاتا تھا کہ سوائے اللہ کے اور
اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ ۔ وَيَقُوْلُوْنَ کوئی معبود نہیں۔ تو وہ تکبر کرتے تھے اور کہتے تھے
اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ کہ کیا ہم ایک شاعر مجنون کی خاطر اپنے معبودوں
مَّجْنُوْنٍ ۔ (۳۷-۳۴تا۳۶) کو چھوڑ دیں۔

نبی کی تحقیر کی اور اسے شاعر اور مجنون کہا۔ یہ ان کا تکبر تھا۔ اگر وہ متکبر نہ ہوتے تو نبی کی بات پر غور کرتے۔ اور ایمان لے آتے۔ انبیاء علیہم السلام کے علاوہ تمام ہادی، مجدد اور مصلح بھی اسی سلوک کا شکار ہوتے رہے۔ علمی دنیا میں دیکھیے مختلف علوم و فنون کے کتنے محقق اُن معارف و حقایق کے لیے جنہیں دنیا آج سچ مانتی ہے متکبر انسان کے ہاتھوں اذیتیں اٹھا اٹھا کر مرے۔

اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ معبود تمہارا، معبود ہے اکیلا۔ پس جو لوگ آخرت
لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ پر ایمان نہیں لاتے اُن کے دل منکر ہیں۔
مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۔ اور وہ تکبر کرنے والے ہیں۔ یقیناً اللہ جانتا ہے

© rasailojaraid.com

لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا	جو وہ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں. تحقیق اللہ
یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ۔ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ	دوست نہیں رکھتا تکبر کرنے والوں کو. اور جب
الْمُسْتَکْبِرِیْنَ۔ وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ	انہیں کہا جاتا ہے کہ یہ کیا ہے جو تمہارے
مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّکُمْ قَالُوْٓا اَسَاطِیْرُ	پروردگار نے اتارا تو کہتے ہیں کہ یہ کہانیاں
الْاَوَّلِیْنَ۔ (۱۶-۲۲ تا ۲۴)	ہیں اگلے لوگوں کی۔

جو لوگ توحید کو اور آخرت کو نہیں مانتے اُن کے دل اس لیے منکر ہیں کہ وہ متکبر ہیں اسی لیے اللہ مستکبرین کو پسند نہیں کرتا. یہ لوگ تکبر کی وجہ سے انبیا علیہم السلام کو شاعر اور مجنون اور ساحر وغیرہ کے لقب دیتے ہیں۔ اور تکبر ہی کی وجہ سے خدا کی کتاب کو اساطیر الاولین کہہ کر پس پشت ڈال دیتے ہیں۔

استکبار و استہزا باعثِ سلبِ قویٰ

جیسا کہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے مستکبرین کے قوائے فکریہ و عقلیہ تکبر پر اصرار کرنے کی وجہ سے سلب ہو جاتے ہیں اور اسی لیے اپنے علم اور عقل سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔

وَلَقَدْ مَکَّنّٰھُمْ فِیْمَآ اِنْ مَّکَّنّٰکُمْ	اور قدرت دی ہم نے ان کو اس چیز میں جس میں
فِیْہِ وَجَعَلْنَا لَھُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا	تمہیں قدرت نہ دی۔ اور دیے ہم نے انہیں کان
وَّاَفْئِدَۃً فَمَآ اَغْنٰی عَنْھُمْ سَمْعُھُمْ	اور آنکھیں اور دل (دماغ) لیکن ان کے کانوں
وَلَآ اَبْصَارُھُمْ وَلَآ اَفْئِدَتُھُمْ	آنکھوں اور دلوں نے انہیں کچھ فائدہ نہ دیا کیونکہ
مِّنْ شَیْءٍ اِذْ کَانُوْا یَجْحَدُوْنَ بِاٰیٰتِ	وہ جھگڑتے تھے آیات اللہ میں اور گھیر لیا انہیں
اللّٰہِ وَحَاقَ بِھِمْ مَّا کَانُوْا بِہٖ	اس چیز نے جس کے ساتھ وہ تمسخر کرتے تھے۔
یَسْتَھْزِءُوْنَ۔ (۴۶-۲۶)	

یہ قوم عاد کا ذکر ہے. انہیں اللہ تعالیٰ نے تم سے زیادہ دولت و ثروت اور طاقت عطا کی تھی، انہیں کان دیے آنکھیں دیں اور عقل دی. لیکن ان لوگوں کو نہ ان کے کانوں نے فائدہ دیا.

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نہ آنکھوں نے اور نہ قوائے عقلی وفکری نے۔ وجہ یہ تھی کہ انہوں نے حضرت ہود علیہ السلام کے مقابلے میں اپنی دولت وثروت کی بنا پر تکبر کیا اور جن چیزوں سے وہ انہیں ڈرلتے تھے اُن پر تمسخر کیا اور آیات اللہ پر غور کرنے کی بجائے انہوں نے ان سے انکار کیا اور اُن کے متعلق جھگڑتے رہے لیکن آخرکار انہیں عذابِ الٰہی نے آگھیرا۔

اَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْاَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ كَانُوا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوهَا اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوهَا وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِن كَانُوا اَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ۔ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِينَ اَسَاءُوا السُّوٓاٰى اَن كَذَّبُوا بِاٰيَاتِ اللّٰهِ وَكَانُوا بِهَا يَسْتَهْزِءُونَ۔ (۳۰-۹و۱۰)

کیا نہیں سیر کی انہوں نے زمین میں، تاکہ دیکھیں کہ ان سے پہلے لوگوں کا کیا انجام ہوا۔ وہ ان سے قوت میں زیادہ تھے۔ انہوں نے زمین کو پھاڑا اور اُسے آباد کیا۔ زیادہ اُس سے جتنا انہوں نے آباد کیا۔ اور آئے اُن کے پاس پیغمبر نشانیاں لے کر۔ یہ بات نہ تھی کہ اللہ اُن پر ظلم کرے بلکہ وہ اپنی جانوں پر خود ظلم کرتے تھے۔ پھر بُرا کرنے والوں کا انجام بُرا ہوا۔ وجہ یہ کہ وہ آیاتِ الٰہی کو جھٹلاتے تھے اور اُن کے ساتھ ٹھٹھا کرتے تھے۔

ان آیات میں چند در چند نکات بیان ہوئے جو قابلِ غور ہیں۔

(۱) اولم یسیروا۔ دنیا کی سیر ضروری ہے۔ کیونکہ تکمیلِ ایمان کے لیے اور وسعتِ نظر پیدا کرنے کے لیے جو تعلیم سیر سے حاصل ہوتی ہے وہ کسی اُستاد سے نہیں مل سکتی لیکن آنکھیں بند کرکے سیر کرنا بے سُود ہے۔

(۲) کانوا اشد منہم۔ گزشتہ قوموں کی تاریخ کا مطالعہ ایک بہت بڑا درسِ عبرت ہے۔ جو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ازدیادِ ایمان کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

(۳) فما کان۔ یہ اصلِ اصول ہے کہ انسان کے عقاید و اعمال کی ذمہ واری تمام تر خود اُس پر ہے۔ خدا کسی آدمی کو نہ بالجبر مومن بناتا ہے اور نہ کافر نہ اچھا بناتا ہے اور نہ بُرا۔ اس لیے کہا کہ خدا کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ بندے اپنی جان پر خود ظلم کرتے ہیں، جیسا کہ آپ پڑھ چکے۔ اپنی جان پر ظلم کرنے کے یہی تین ذریعے ہیں۔ پہلا تقلیدِ آبا و اکابر وغیرہ۔ دوسرا اعراض، اور تیسرا استکبار و استہزا۔

(۴) اِن لوگوں کے پاس پیغمبر بھی آئے اور آیاتِ بیّنات کے ساتھ آئے۔ لیکن اس کے باوجود یہ لوگ کافر رہے اور بُرے کام کرتے رہے۔ وجہ یہ تھی کہ انھوں نے تکبّر کی وجہ سے آیات اللہ کی تکذیب کی اور ان کی ہنسی اڑاتے رہے۔ تکبّر پر اصرار کرتے کرتے اُن کی قوائے فکریہ جن کے ذریعے وہ آیات اللہ سے فائدہ اٹھا سکتے تھے بالکل فنا ہو گئیں۔

معجزہ طلبی تکبّر سے ہے

کفار عموماً پیغمبروں سے طرح طرح کے معجزے طلب کرتے رہے۔ آیاتِ ذیل سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ معجزہ طلبی بھی تکبّر کی وجہ سے تھی۔

وَمَآ اَرۡسَلۡنَا قَبۡلَكَ مِنَ	اور ہم نے تجھ سے پہلے کوئی ایسے پیغمبر نہیں بھیجے
الۡمُرۡسَلِيۡنَ اِلَّاۤ اِنَّهُمۡ لَيَاۡكُلُوۡنَ	جو کھانا نہ کھاتے ہوں اور بازاروں میں چلتے پھرتے
الطَّعَامَ وَيَمۡشُوۡنَ فِى الۡاَسۡوَاقِ	نہ ہوں اور ہم نے تم میں سے بعض کو بعض کیلئے
وَجَعَلۡنَا بَعۡضَكُمۡ لِبَعۡضٍ فِتۡنَةً	آزمایش بنایا کہ کیا تم صبر کرتے ہو اور تیرا رب
اَتَصۡبِرُوۡنَ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيۡرًا	دیکھنے والا ہے۔ جو لوگ ہماری ملاقات کی امید نہیں
وَقَالَ الَّذِيۡنَ لَا يَرۡجُوۡنَ لِقَآءَنَا	رکھتے تھے انھوں نے کہا کہ ہم پر فرشتے کیوں نہ
لَوۡلَاۤ اُنۡزِلَ عَلَيۡنَا الۡمَلٰٓئِكَةُ اَوۡ	اتارے گئے یا ہم دیکھ لیں اپنے رب کو۔ تحقیق
نَرٰى رَبَّنَا لَقَدِ اسۡتَكۡبَرُوۡا فِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ	لوگوں نے اپنے دلوں میں تکبّر کیا اور سرکشی کی بڑی
وَعَتَوۡ عُتُوًّا كَبِيۡرًا (۲۵-۲۰-۲۱)	سرکشی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ یہ اعتراض کیا کرتے تھے کہ یہ شخص ہماری طرح کا ایک آدمی ہے۔ ہماری طرح کھانا کھاتا ہے اور ہماری طرح بازاروں میں چلتا پھرتا ہے ایسا آدمی خدا کا رسول کیسے ہوسکتا ہے۔ ہم کیوں اس کی پیروی کریں اور کیوں اس کی باتوں پر یقین کریں۔ یہ ان لوگوں کا تکبر تھا، کہ اپنے آپ کو پیغمبر کا ہم پایہ خیال کیا۔ یہ پیغمبر کے مقابلے میں تکبر تھا۔ ان لوگوں نے خدا کے مقابلے میں بھی تکبر کیا اور اپنی پسند کی نشانیوں کا خدا سے مطالبہ کیا۔ کہ یا خود خدا ہمارے سامنے آئے یا کم از کم اپنے فرشتے ہمارے پاس بھیجے۔ کیونکہ ہم اپنی طرح کے ایک آدمی پر ایمان لانے کے لیے تیار نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے کفار کی ان باتوں کو استکبار کہا اور بدترین قسم کی سرکشی، اگر یہ لوگ متکبر نہ ہوتے اور پیغمبر کی باتوں پر غور اور تدبر کرتے تو ضرور ایمان لے آتے۔ کسی آدمی کی بات پر محض اس لیے غور نہ کرنا کہ یہ بھی ہماری طرح کا آدمی ہے، ہم سے طاقت میں زیادہ نہیں ہم سے علم میں زیادہ نہیں۔ ہم سے دولت میں زیادہ نہیں۔ یقیناً تکبر ہے۔ اسی تکبر سے بے شمار آدمی گمراہ ہوئے اور بے شمار آدمی اپنے علم میں اضافہ کرنے سے محروم رہے۔

تکبر باعثِ ازدیادِ گناہ

بعض بدبخت آدمی ایسے بھی ہوتے ہیں جن پر تکبر کی وجہ سے نصیحت کا الٹا اثر ہوتا ہے صرف یہ نہیں کہ وہ تکبر کی وجہ سے نصیحت پر عمل پیرا نہیں ہوتے بلکہ جس چیز سے انہیں ناصح منع کرتا ہے اس کا اور زیادہ ارتکاب کرتے ہیں۔

وَاِذَا قِیْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ	اور جب اسے کہا جاتا ہے کہ ڈر اللہ سے۔ تو
اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ	اس کو عزت گناہ پر لگا دیتی ہے۔ پس کافی ہے
فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ وَلَبِئْسَ	اس کے لیے دوزخ۔ اور یہ البتہ برا بچھونا
الْمِهَادُ - (۲۰۶-۲)	ہے

عزت سے مراد ہے اپنی عزت پر تکبر۔ کسی کے منع کرنے پر جو ضد چڑھ جاتی ہے اور آدمی کہتا ہے کہ یہ کون ہے مجھے منع کرنے والا۔ اگر یہ نہ کہتا تو شاید میں یہ کام چھوڑ بھی دیتا۔ اب اس کو دکھانے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے سینے میں پہلے سے بھی زیادہ یہ کام کر دن گا۔ یہ ہے عزت کا موجب اثم بن جانا۔

قرآنِ کریم کے مطالعہ سے میں (حسبِ استعداد) جہاں تک فائدہ اٹھاسکا۔ کفرو جحود کے یہی تین اسباب نظر آئے۔ یعنی

(۱) تقلیدِ آباد اکابر دغیرہ۔

(۲) اعراض۔

(۳) اِستکبار واستہزا۔

ایبٹ آباد ۲۰؍۱۲؍۴۶ میر ولی اللہ

فیض الباری

(مطبوعہ مصر)

فیض الباری نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیائے اسلام کی مشہور ترین اور مایۂ ناز کتاب ہے۔ شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد انور شاہ صاحب قدس سرہٗ جو اس صدی کے سب سے بڑے محدث سمجھے گئے ہیں فیض الباری آپ کی سب سے زیادہ مستند عظیم الشان علمی یادگار ہے۔ جسے چار ضخیم جلدوں میں دل آویزی و دلکشی کی تمام خصوصیتوں کے ساتھ مصر میں بڑے اہتمام سے طبع کرایا گیا ہے۔ فیض الباری کی حیثیت علامہ مرحوم کے درس بخاری شریف کے امالے کی ہے جس کو آپ کے تلمیذ خاص مولانا محمد بدرِ عالم صاحب رفیق ندوۃ المصنفین دہلی نے بڑی قابلیت، دیدہ ریزی اور جانکاہی سے مرتب فرمایا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ کی تقریروں کے علاوہ فاضل مولف نے جگہ جگہ تشریحی نوٹوں کا اضافہ کیا ہے جس سے کتاب کی افادی حیثیت کہیں سے کہیں پہنچ گئی ہے۔ مکمل چار جلدوں کی قیمت سولہ روپے۔

مکتبہ برہان دہلی قرول باغ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بچوں کی تعلیم و تربیت
اسلامی تعلیمات اور نفسیات کی روشنی میں

سعید احمد

(۲)

ایک عام مغالطہ اس سلسلہ میں ایک عام مغالطہ یہ ہے کہ لوگ بچپن کے زمانہ کو بے فکری اور محض کھلنے پینے کے دن سمجھتے ہیں۔ اُن کے خیال میں بچہ کی ہر ادا، خواہ وہ اچھی ہو یا بُری اور اُس کا ہر فعل خواہ وہ قابلِ تحسین ہو یا لائقِ مذمت، نظر انداز کر دینے کے قابل ہے اور اس لائق ہے کہ اُس پر توجّہ نہ کی جائے۔ اس خیال کی بنا پر ان لوگوں کو بچہ کے حرکات و سکنات کی نگرانی کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ وہ سمجھتے ہیں کہ بچہ بڑا ہو کر اور سنِ شعور کو پہونچ کر خود اپنے نفع و نقصان کو سمجھنے لگے گا اور بچپن میں خواہ کیسا ہی رہا ہو بہر حال وہ بڑا ہو کر اپنی حالت کو خود ٹھیک کر لے گا۔ یاد رکھنا چاہیے کہ یہ خیال ایک شدید مغالطہ ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اس کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ موجودہ نفسیات کی روشنی میں دماغ اور اُس کے تاثرات کی کیفیت کو سمجھ لیا جائے۔ عصرِ حاضر کے علوم و فنون میں علم النفس کو بڑی اہمیت حاصل ہے اور اس میں شبہ نہیں کہ اس علم کی وجہ سے انسانی دماغ اُس کے محرکات اور ہیجانات اور امیال و عواطف اور زندگی پر اُن کے اثرات سے متعلق جو کامیاب اور ٹھوس تحقیقات ہوئی ہیں وہ زندگی کو کامیاب بنانے کی راہ میں بہت زیادہ مفید ثابت ہو سکتی ہیں اور یورپ اُن سے بڑا فائدہ اٹھا بھی رہا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

علمائے نفسیات دماغ کو برف کی اُس چٹان سے تشبیہ دیتے ہیں جو کسی سمندر کی سطح پر تیر رہی ہو۔ اس چٹان کا صرف دسواں حصہ نظر آتا ہے۔ باقی نو حصے پانی کے نیچے پوشیدہ ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اگر آب دوز کشتی اور جہاز والے ان نو حصوں کو نظر انداز کر دیں گے تو اُن کا انجام بجز ہلاکت و بربادی کے اور کیا ہو سکتا ہے۔

علاوہ بریں دماغ کو ایک اُس جزیرہ سے بھی تشبیہ دی جا سکتی ہے جو کسی سمندر کے وسط میں اُبھر آیا ہو۔ ہم اُس میں درخت دیکھتے ہیں، پہاڑ کی سبزہ پوش چوٹیاں دیکھتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ جزیرہ کی کل کائنات یہی ہے۔ حالانکہ بہ ظاہر جو کچھ ہمیں نظر آتا ہے وہ اُس کے مقابلہ میں بہت کم ہے جو سمندر کی موجوں کے دامن میں مستور ہے۔

جو مناظر ہم دیکھتے ہیں، جو آوازیں ہم سُنتے ہیں اور جو خوشبوئیں اور مختلف ذائقے جن کا ہم اپنی قوتِ شامہ اور قوتِ ذائقہ کے ذریعہ ادراک کرتے ہیں، اسی طرح وہ اندرونی اور باطنی کیفیات و احساسات جو کبھی ہم کو مسرور کر دیتے ہیں اور کبھی مغموم۔ وہ خیالات وجذبات جو ہماری شعوری طاقتوں میں ہیجان اور حرکت کا باعث ہوتے ہیں۔ ان سب کا تعلق ہمارے شعوری دماغ سے ہے جس کو ہر عاقل بالغ جانتا ہے۔ لیکن دماغ کے شعوری حصہ کے علاوہ ایک بڑا حصہ غیر شعوری بھی ہے جس کو ہر شخص نہیں جانتا۔ مگر اُس کے اکثر اعمال و افعال، اس کی پسند اور ناپسند اور اُس کے دوسرے امیال وعواطف اکثر و بیشتر اُس کے غیر شعوری دماغ کے تاثرات کا ہی نتیجہ ہوتے ہیں۔ جدید علم النفس اس غیر شعوری دماغ پر سب سے زیادہ زور دیتا ہے۔ اس طرزِ فکر کے علمائے نفسیات میں ڈاکٹر فرائڈ (Sigmund Freud.) کی شخصیت بہت نمایاں ہے۔

اس کے دو ہم عصر اڈلر (Adler.) اور ینگ (Jung) اگرچہ اعمالِ انسانی کے بنیادی محرک کے بارہ میں اُس سے شدید اختلاف رکھتے ہیں اور فرائڈ سے بالکل ہی الگ ایک نئے نظریے کے حامل ہیں۔ تاہم جہاں تک غیر شعوری دماغ کی اصل حقیقت اور انسانی زندگی میں اس کی اہمیت کا تعلق ہے تینوں ایک ہیں اور اسی وجہ سے ان کو گہری نفسیات

© rasailojaraid.com